سلسلہ
مواعظ حسنہ
۸۲
اولیاء اللہ
کی پہچان
شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی پاکستان

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اولیاء اللہ کی پہچان

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
دام ظلالهم علينا الى مأة و عشرين سنة

تاریخِ وعظ: ۲۶؍جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱؍دسمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ

وقت: بعد نمازِ عشاء ۸ بجے شب

مقام: جامع مسجد چاٹگام، بنگلہ دیش

موضوع: اولیاء اللہ کی علامات

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میرؔ صاحب)

کمپوزنگ: مفتی محمد عاصم صاحب، مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اشاعت اوّل: رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق اگست ۲۰۰۹ء

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مَظہری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

عرضِ مرتب

پیشِ نظر وعظ مرشدی و مولائی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم وادام اللہ ظلہم کا وہ عظیم الشان وعظ ہے جو بنگلہ دیش کے شہر چاٹگام کی جامع مسجد میں ۲۶/جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱/دسمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ کو ہوا جہاں لوگ نادانی سے ہمارے اکابر سے عقیدت نہیں رکھتے تھے۔ جب حضرت نے بیان شروع فرمایا تو مسجد میں تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباعِ سنت اور اولیاء اللہ کی عظمت پر ایسا دردانگیز بیان ان سامعین نے کہاں سنا تھا، پورا مجمع اشکبار تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ کون کہتا ہے کہ یہ محبِّ رسول نہیں ہیں، یہ تو اصلی محبِّ رسول ہیں، جو ان کا مسلک ہے وہی ہمارا مسلک ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر سلامت رکھے، حضرت والا کی مساعی جملہ کو قبول فرمائے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین یارب العلمین بحرمة سید المرسلین علیه الصلوٰة والتسلیم

احقر سید عشرت جمیل میرؔ غفرلہٗ
خادمِ خاص حضرتِ والا

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولیاء اللہ کی پہچان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

(سورۃُ الانعام، اٰیۃ: ۱۲۵)

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اللہ تعالیٰ جس بندہ کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں، اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے غیب سے ایسے اسباب پیدا فرماتے ہیں کہ وہ خود حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ یا اللہ میں پہلے کیا تھا اور اب کیا سے کیا ہو گیا ہوں اور دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف ایک کشش اور جذب محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو شانِ جذب سے تعبیر فرمایا ہے۔

مثنوی میں پیر چنگی کے جذب کا واقعہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بڈھا چنگ بجا کر گانا گایا کرتا تھا، اسی وجہ سے اس کا نام پیر چنگی پڑ گیا تھا، اس کی آواز بہت اچھی تھی، جب اپنا چنگ بجا کر گانا گاتا تو جوان، بوڑھے، بچے سب کی طرف سے اس کو خوب حلوہ اور پیسہ ملتا تھا لیکن جب بڈھا ہو گیا اور اس کی آواز خراب ہو گئی تو جتنے عاشقِ آواز تھے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ اس کو فاقوں کی نوبت آ گئی اور وہ بھوکوں مرنے لگا تب اس نے کہا کہ دنیا بہت بے وفا ہے، دنیا والوں نے ہم کو سخت دھوکا دیا، کاش ہم اس گناہ کو نہ کرتے اور اپنے پیدا کرنے والے اللہ کو یاد کرتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں بھی آرام سے رکھتا اور آخرت میں بھی آرام

سے رکھتا لہٰذا وہ مخلوق سے دور مدینہ پاک کے قبرستان جنت البقیع میں ایک ٹوٹی پھوٹی قبر میں لیٹ گیا پھر اس نے اللہ تعالیٰ کو سنانا شروع کیا اور اللہ سے یوں کہا کہ اے اللہ! جب میری آواز اچھی تھی تو آپ کی مخلوق بوڑھے، بچے، جوان سب مجھ پر قربان ہوتے تھے، مجھ کو حلوہ کھلاتے تھے اور پیسہ دیتے تھے، اب جب آواز خراب ہوگئی تو ساری دنیا نے مجھ کو چھوڑ دیا لیکن اگر کسی کا بیٹا لنگڑا، لولا، اندھا، بہرا ہوتا ہے تو چاہے ساری دنیا اس کو چھوڑ دے لیکن ماں باپ اس کو نہیں چھوڑتے، جب ماں باپ کی محبت میں یہ اثر ہے کہ اپنے لنگڑے لولے، اندھے بچہ کو بہ نسبت تندرست بچہ کے ہر وقت پیار سے دیکھتے ہیں، ہر وقت اس کے لیے فکر مند رہتے ہیں کیونکہ ماں باپ یہ سمجھتے ہیں کہ تندرست بچہ تو اپنا کھا کما لے گا لیکن لولے لنگڑے معذور بچہ کے لیے ماں باپ کوئی بلڈنگ کرایہ پر وقف کر دیتے ہیں کہ ہمارا یہ بچہ کسی کام کا نہیں ہے لہٰذا اس کے لیے کچھ کرو، ایسا نہ ہو کہ بیچارہ بھوکوں مرجائے تو اے خدا! ماں باپ کی محبت آپ کی محبت کی ادنیٰ بھیک ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اے دنیا والو! ماؤں کو محبت کرنا میں نے سکھایا ہے، اگر میں ماں کے دل میں اولاد کی محبت نہ رکھوں تو ساری دنیا کو اپنے بچوں سے پیار کرنا بھی نہ آئے، پھر میری محبت اور میری رحمت کا کیا عالم ہوگا۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا صرف ایک حصہ نازل ہوا ہے باقی ننانوے حصے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، اِس ایک حصۂ رحمت کا اثر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہر آدمی اپنی اولاد پر مہربان ہے، اپنے بال بچوں سے محبت کرتا ہے جہاں کہیں بھی آپ رحمت، مہربانی اور محبت دیکھیں گے وہ سب اسی ایک بٹا سو حصہ کا کرشمہ اور

ظہور ہے، اللہ تعالیٰ باقی ننانوے حصہ رحمت قیامت کے دن ظاہر فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کا کیا عالم ہوگا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ہم لوگ حنفی ہیں اس لیے سوچئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ کتنا بڑا محدث اور کتنا بڑا اللہ والا ہوگا، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت بڑے بزرگ، ولی اللہ اور تابعی تھے اور تابعی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے صحابی کا دیدار کیا ہو اور صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہو اور سید الانبیاء اس کو کہتے ہیں جس نے خدا کو دیکھا ہو اسی لیے قیامت تک اب کوئی صحابی نہیں ہوسکتا کیونکہ جس سید الانبیاء نے معراج میں اللہ کو دیکھا تھا اب خدا کو دیکھنے والی وہ آنکھ قیامت تک نہیں مل سکتی لہٰذا کوئی صحابی کا درجہ نہیں پاسکتا کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے لیکن ولایت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت تک بڑے بڑے ولی اللہ پیدا کرتا رہے گا۔ اگر ہم بھی تھوڑی سی محنت کرلیں تو ولی اللہ ہو کر دنیا سے جائیں گے۔

دنیا کی فنائیت

مرنا تو ہم سب کو ہے ہی، کیا اس مجمع میں کوئی شخص ہے جو یہ کہہ دے کہ ہم کو مرنا نہیں ہے، مجلس میں کوئی ایسا شخص ہے جو کہہ دے کہ اسے موت نہیں آئے گی، ہر ایک کو موت آکر رہے گی اور اسے اپنا کاروبار، اپنی کار اور اپنا گھر بار سب یہیں چھوڑ کر جانا پڑے گا یہاں تک کہ اس کا لباس بھی اتار لیا جائے گا، گھڑی بھی اتار لی جائے گی، ٹوپی بھی اتار لی جائے گی اور کفن میں لپیٹ کر قبر میں ڈال دیا جائے گا تب پتا چلے گا کہ دنیا کیا چیز ہے؟ اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا جو دنیا کی حقیقت پر میں نے کہا تھا ؎

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

اختر نے ایک کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو پچاسی حدیثوں کا ترجمہ کیا ہے جس کا نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت، اس کے ٹائٹل پر میرا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

جب مردہ زمین کے نیچے جاتا ہے خواہ وہ بڑے سے بڑا سیٹھ ہو، وزیراعظم ہو، بڑا مالدار ہو، مولانا ہو، کوئی بھی ہو جب قبر میں اُتارا جاتا ہے تو بزبانِ حال وہ یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اور ؎

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو

بیوی بھی اپنے بچوں سے کہتی ہے کہ جلدی سے اپنے بابا کو قبرستان پہنچاؤ، جس مکان کے بنانے میں کتنی نمازیں چھوڑیں، کتنا حرام کمایا، خدا کی کتنی نافرمانی کی اسی مکان سے اب بیوی بچے اس کو نکالتے ہیں، کہتے ہیں کہ جلدی نکالو۔ اسی لیے ایک بزرگ نے بڑی عمدہ بات کہی کہ اپنے بال بچوں کی فکر مت کرو، انہیں اللہ والا بنا دو، اگر بچے اللہ والے ہوں گے تو اللہ خود ان کی فکر کرے گا اور اگر نالائق شرابی کبابی زانی ہوئے تو تمہارا مال ان کی بدمعاشی پر خرچ ہوگا اور تمہارا گناہ بڑھ جائے گا۔

راحت میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب

انسان دنیا سے عاجز ہوجاتا ہے پھر اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے مگر مبارک وہ بندے ہیں جو سُکھ میں خدا کو یاد رکھیں ۔ سرورِ عالم سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُذْکُرُوا اللّٰہَ فِی الرَّخٰی یَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّۃِ جب تندرستی اچھی ہو، خوب جوانی چڑھی ہوئی ہو، پیٹ میں بریانی کباب داخل ہورہے ہوں، اس وقت حالتِ آرام میں اللہ کو یاد رکھو تو پھر جب تم تکلیف میں ہوگے تو خدا تمہیں یاد رکھے گا لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ جب تک طاقت رہتی ہے، جوانی چڑھی ہوئی ہے تو کسی کی ماں بہن بیٹی جو سامنے آئے اس کو دیکھتے ہیں، لیکن اگر ابھی کینسر ہوجائے، گردے بیکار ہوجائیں، ڈاکٹروں کا بورڈ یہ فیصلہ کردے کہ اب آپ نہیں بچیں گے تو پھر اللہ ہی یاد آئے گا، ہر ولی اللہ اور ہر بزرگ سے کہوگے کہ دعا کیجیے کہ اللہ ہم کو تندرستی دے دے، ہمارے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے کیونکہ ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کردیا ہے کہ آپ کو بلڈ کینسر ہوگیا ہے۔ بتاؤ! اس وقت گناہ چھوڑتے ہو یا نہیں؟ تو جو گناہ مجبوراً دُکھ میں چھوڑے اس سے بہتر ہے کہ ہم حالتِ صحت اور طاقت میں اللہ کی نافرمانی چھوڑ دیں تاکہ دُکھ میں اللہ ہمیں یاد رکھے اور نظرِ رحمت فرمائے۔

اللہ و رسول کا پیارا بننے کا طریقہ

میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ مردہ کبھی گناہ کرسکتا ہے؟ اگر چاٹگام کی سڑک پر حسین سے حسین فلم ایکٹریس کھڑی ہو تو کیا وہ کفن ہٹا کر دیکھ سکتا ہے، مرنے کے بعد تو سب گناہ چھوٹ جائیں گے لیکن مرنے کے بعد گناہ چھوڑنے سے وہ متقی اور ولی اللہ نہیں ہوگا کیونکہ موت کے بعد گناہ کرنے کی طاقت ہی نہیں رہے گی، جیتے جی زندگی میں گناہ کی طاقت رکھتے ہوئے اس طاقت کو اپنے مالک پر فدا کرو، اپنے اللہ پر قربان کرو، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو تو ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہوجاؤ گے۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے سے جنت ملے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ ان کی راہ پر ہم چل پڑیں تو ہم بھی اللہ کے پیارے ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اعلان فرما رہے ہیں کہ اے محمد! آپ اعلان کردیں کہ جو اللہ سے پیار کرنا چاہتے ہیں، خدا سے محبت کرنا چاہتے ہیں فَاتَّبِعُوْنِیْ وہ میرے نقشِ قدم پر چلیں، سنت کے مطابق زندگی گذاریں یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ تو اللہ تمہیں بھی پیار کرلے گا یعنی اس آیت میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنے پیارے ہیں کہ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والا بندہ بھی اللہ کا پیارا ہوجاتا ہے۔

اتباعِ سنت کا اہتمام

مثال کے طور پر ایک شخص مسجد میں بایاں پیر پہلے داخل کردیتا ہے تو سنت کے خلاف ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ مشکوٰۃ شریف کی روایت کے مطابق مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں ہیں جن کا علم کم لوگوں کو ہے نمبر ۱۔ بسم اللہ پڑھو، نمبر ۲۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں قدم رکھتے تھے تو بسم اللہ بھی پڑھتے تھے اور اپنے اوپر خود درود پڑھتے تھے، پیغمبر کو بھی یہ حکم ہے کہ اپنے اوپر درود بھیجئے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں نبی بھی داخل ہے لہٰذا مسجد میں داخل ہونے کی دوسری سنت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے درود شریف پڑھیے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اس کا مطلب ہے کہ اور سلام نازل ہو ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، اس

کے بعد داہنا پیر مسجد میں رکھو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اے اللہ! آپ ہمارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیں، اس کے بعد اعتکاف کی نیت کرلو کہ یا اللہ جب تک ہم مسجد میں ہیں سنتِ اعتکاف کی نیت کرتے ہیں۔ جب مسجد سے نکلنا ہو تو پہلے بایاں پیر نکالیے اور پھر پڑھیے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اور بایاں پیر نکال کر یہ دعا پڑھیے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی مہربانی کا اور آپ سے روزی مانگتا ہوں، یہاں فضل کے معنیٰ روزی کے ہیں چنانچہ جمعہ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب نمازِ جمعہ ہوجائے تو فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ اب زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو۔ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت سب حرام ہے، یہ حکم صرف جمعہ کی اذان کا ہے باقی دنوں کی اذان کا یہ حکم نہیں ہے لیکن جمعہ کی اذان کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کیلا اٹھایا کہ لاؤ ایک درجن دے دو لیکن جمعہ کی اذان کی آواز آگئی تو کیلا رکھ دے اور اس کا پیسہ واپس کردے، اب اگر بیع و شرائع کرتا ہے تو حرام ہے اور نمازِ جمعہ کے بعد یہاں فَانْتَشِرُوْا کا امر اباحت کے لیے ہے، واجب نہیں ہے یعنی نمازِ جمعہ کے بعد روزی تلاش کرنا مباح ہے واجب نہیں ہے کہ ہر شخص روزی کی تلاش میں نکل جائے۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی السید محمود بغدادی مفتی بغداد جو انتہائی غریب طالبِ علم تھے اور اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اتنا غریب تھا کہ چاند کی روشنی میں پڑھتا تھا، اتنا پیسہ نہیں تھا کہ تیل کا چراغ جلالوں، اللہ تعالیٰ گدڑی میں لعل رکھ دیتا ہے، بعد میں یہ اتنے بڑے مفسر ہوئے کہ مالداروں کے بچے ان کی جوتیاں اٹھاتے تھے وہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں امر اباحت کے لیے ہے یعنی جائز ہے کہ اب جاؤ دکان کھولو کیونکہ جمعہ کی اذان کے بعد اللہ

نے خرید وفروخت حرام کردی تھی تو نمازِ جمعہ کے بعد وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ سے خرید وفروخت کو جائز کردیا کہ اب اللہ کا رزق تلاش کرو چونکہ نماز کے بعد انسان کو اپنے پیٹ کا بھی انتظام کرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں یہ سنت سکھادی کہ جب مسجد سے نکلو تو اب اپنا رزق ہم سے مانگو کہ اے اللہ! ہم نماز پڑھ چکے، آپ کا حکم مان چکے، اب ہم کو چائے بھی دیں روٹی بھی دیں کیونکہ پیٹ بھی تو آپ ہی نے دیا ہے لہٰذا اب پنتھا بھات مانگو، چاہے شامی کباب مانگو جو چاہو مانگو لیکن اللہ جو دے اس پر راضی رہو۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں مگر اس سے پہلے یہ عرض کردوں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رحمت کا سوال کیوں سکھایا؟ اس سنت میں کیا راز ہے؟

شیخ حماد کا حضرت سفیان ثوری کو عاشقانہ جواب

لیکن یہ راز بتانے سے پہلے شیخ حماد کا واقعہ پورا کرتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے استاذ شیخ حماد جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے گئے تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی ہیں انہوں نے شیخ حماد سے پوچھا اَیَغْفِرُ اللّٰہُ کَمِثْلِیْ کیا مجھ جیسے کو اللہ بخش دے گا؟ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ شیخ حماد نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت کو کیا پوچھتے ہو لَوْخُیِّرْتُ بَیْنَ مُحَاسَبَۃِ اللّٰہِ وَبَیْنَ مُحَاسَبَۃِ اَبَوَیَّ فَاخْتَرْتُ مُحَاسَبَۃَ اللّٰہِ یعنی قیامت کے دن اگر خدا مجھے اختیار دے کہ اے حماد تم اللہ کو حساب دینا چاہتے ہو یا اپنے ماں باپ کو دینا چاہتے ہو، کس کی رحمت پر تم کو زیادہ بھروسہ ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا یا رب العٰلمین میں آپ کو حساب دوں گا کیونکہ ماں باپ کی رحمت محدود ہے اور آپ کی رحمت غیر محدود ہے، میں محدود

رحمت کو چھوڑ کر غیر محدود رحمت کو کیوں نہ حاصل کروں۔اس لیے میں اللہ تعالیٰ کو حساب دوں گا کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہیں اور ان کو ہمارے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔اسی لیے حدیثِ پاک میں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے:

﴿یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوبُ وَلَا تَنقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ ھَبْ لِیْ مَا لَا یَنْقُصُکَ وَ اغْفِرْلِیْ مَا لَا یَضُرُّکَ﴾

اے وہ ذات! جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور ہمیں بخش دینے سے جس کی مغفرت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی لہٰذا آپ ہمیں وہ مغفرت عطا فرما دیجیے جس کی آپ کے یہاں کوئی کمی نہیں ہوتی اور ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما دیجیے جن سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

ایک عالم نے نوے سال تک اللہ کی رحمت کو سارے عالم میں بیان کیا اور گنہگار بندوں کو اللہ کی رحمت کا امیدوار بنایا۔جب ان کا انتقال ہو گیا تو ایک بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے میری رحمت کو نوے سال تک میرے بندوں میں بیان کر کے میرے گنہگار بندوں کو میری رحمت کا امیدوار بنایا آج میں تمہیں اپنی رحمت سے ناامید نہیں کروں گا۔

دخولِ مسجد کی دعا کا راز

مسجد میں داخل ہوتے وقت اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کی جو دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تو اس رحمت سے وہی رحمت مراد ہے جو معراج کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلتَّحِیَّاتُ کے جواب میں عطا فرمائی تو جب آپ نے عرض کیا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ اے اللہ میری تمام زبانی عبادتیں آپ کے لیے خاص ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی! قولی عبادت کے بدلہ میں میری طرف سے قولی

سلام لیجیے، پھر آپ نے عرض کیا وَ الصَّلوٰتُ اے اللہ! میری تمام بدنی عبادتیں آپ کے لیے ہیں تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ اے نبی! آپ نے اپنی بدنی عبادتیں مجھے پیش کیں تو اس کا انعام لیجیے کہ میری رحمتیں آپ پر نازل ہوں گی۔ پس جو رحمت معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ وہ میری امت کو بھی عطا ہو جائے اور میری امت جو بدنی عبادت کے لیے مسجد میں آرہی ہے وہ بھی اس رحمت سے محروم نہ رہے۔ اس لیے آپ نے امت کو دخولِ مسجد کے وقت یہ دعا سکھادی۔ یہ ہے اس سنت کا راز۔

اب میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کی طرف آتا ہوں۔ یہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز ہے جو بغیر اختیار اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمایا، مولانا رومی کا بھی یہی طریقہ ہے کہ ایک قصہ شروع کریں گے اس میں دوسرا قصہ داخل کریں گے پھر تیسرا قصہ داخل کریں گے، ان قصوں کو پورا کر کے پھر پہلا قصہ آخر میں پورا کریں گے۔ میرا یہ قصے اس طرح شروع کرنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن غیر اختیاری طور پر یہ طرز اختیار ہو گیا۔

بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی تلاش

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے بچپن ہی سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت تھی، میں دس بارہ سال کا تھا جبھی ان کی مثنوی سے مست ہو جاتا تھا اور یہ دعا پڑھتا تھا۔

سینہ خواہم شرح شرح از فراق
تا بگویم شرح از دردِ اشتیاق

اے خدا! اپنے عشق سے میرا سینہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے تاکہ تیری محبت کو اس طرح بیان کروں کہ اس میں درد بھی شامل ہو تاکہ تیرے بندے بھی تجھ پر عاشق

ہوجائیں حالانکہ میں اس وقت بالغ بھی نہیں تھا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کو اللہ اپنا بنانا چاہتا ہے اسی کے دل میں ایسے خیالات ڈالتا ہے۔ قصبہ کے باہر جنگل میں ایک مسجد تھی، میں اس مسجد میں جاتا تھا، جنگل کے سناٹے میں حالانکہ میں اُس وقت بالغ بھی نہیں تھا، میں اُس جنگل کی مسجد میں جاکر آسمان کی طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھتا تھا ۔

اپنے ملنے کا پتہ کوئی نشاں
تو بتادے مجھ کو اے ربِّ جہاں

اُس جنگل میں جاکر میں یہ سوچتا تھا کہ یہ آسمان وزمین اور سورج اور چاند کا بنانے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کی تلاش اُسی کو ہوتی ہے جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے ۔جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے وہی خدا کو تلاش کرتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

جب ڈھونڈ لینے کی توفیق ہوگئی تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کو پانے والا ہے مگر آگے ایک اور شعر میں فرماتے ہیں کہ اللہ کیسے ملتا ہے، کس کو خدا ملتا ہے اور کون اللہ والا ہوتا ہے، فرماتے ہیں ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اللہ سے ملنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جو اللہ سے ملے ہوئے ہیں، اللہ والے، اولیاء اللہ، بزرگانِ دین ہیں اُن سے دوستی کرو۔ میرے شیخِ اوّل حضرت

پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مٹھائی مٹھائی والوں سے ملتی ہے، کباب کباب والوں سے ملتا ہے اور اللہ اللہ والوں سے ملتا ہے، اگر اللہ کو پانا ہے تو کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھایئے، اس کے ناز اٹھایئے۔

تلاش کرنے سے اولیاء اللہ مل جاتے ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں نے اولیاء کو تلاش کیا مگر سب پاکٹ مار نکلے، یہ بات صحیح نہیں ہے، بزرگوں نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو پھر بھی اللہ کی تلاش مت چھوڑو، ایک نہ ایک دن ضرور خدا کو تم پر رحم آئے گا اور تمہیں سچا اللہ والا مل جائے گا۔ ایک بزرگ نے اس کی مثال دی کہ اگر آپ جوان اور بہت تندرست ہیں اور آپ کا شادی کو جی چاہ رہا ہے تو اگر کوئی آپ سے کہے کہ ہم تمہاری شادی کرا دیتے ہیں مگر پہلے ایک کلو لڈو اور پانچ سو ٹکہ دو اور پھر آپ سے ایک کلو لڈو اور پانچ سو ٹکہ لے کر کہا کہ میں تمہاری شادی کے لیے بیوی تلاش کر رہا ہوں اس کے بعد اِدھر اُدھر ہو گیا تو کیا پھر آپ ہمیشہ کے لیے کان پکڑ لیتے ہیں کہ اب شادی نہیں کرنی ہے پھر اگر دوسرا دوست کہے کہ اچھا ہم تمہاری شادی کرا دیتے ہیں مگر ہم ایک ہزار ٹکہ اور پانچ کلو لڈو لیں گے تو آپ شادی کی امید پر اس کو بھی دے دیں گے، اسی طرح تیسرا بھی دھوکہ دیتا ہے، تین دھوکے بازوں کے بعد اگر چوتھا بھی کوئی امید دِلا دے تو اس کے چکر میں بھی آ جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر اللہ والوں کے بھیس میں کچھ لوگ غلط مل گئے تو بھی اللہ کے لیے سچے اللہ والے کی تلاش مت چھوڑو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

در تگِ دریا گُہر با سنگ ہاست

فخر ہا اندر میانِ ننگ ہاست

دریا کی گہرائی میں اس کی مٹی میں اور بہت سے کنکروں پتھروں میں موتی چھپا ہوتا ہے، بار بار غوطہ لگاؤ گے تو ایک دن ان شاء اللہ موتی ہاتھ آجائے گا۔ اسی

طرح اللہ والوں کے لباس میں جعلی پیر مل گئے تو اللہ والوں کی تلاش نہ چھوڑو، اللہ کے لیے اللہ والوں کو تلاش کرتے رہو، اگر سچی طلب ہے تو اللہ تعالیٰ خود تمہیں اللہ والوں سے ملا دیں گے۔

حضرت حافظ شیرازی کا واقعہ

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی تلاش میں جنگل میں رویا کرتے تھے، یہ سات بھائی تھے، ایک دن ایک بزرگ سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حافظ شیرازی نام کا میرا ایک بندہ جنگل میں میری یاد میں رو رہا ہے، جاؤ اس کو اللہ والا بنادو، آپ ان کے والد سے ملے، ان کے والد دنیادار تھے، سلطان نجم الدین کبریٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا چھ اور حافظ شیرازی کے بارے میں نہیں بتایا، حضرت نجم الدین کبریٰ نے ان چھ لڑکوں کو دیکھا تو خواب میں جسے دیکھا تھا اس کی شکل کسی سے نہیں ملی۔ لہٰذا ان کے والد سے پوچھا کہ ان کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ایک اور لڑکا ہے تو مگر وہ ذرا پاگل سا ہے، دنیا سے نکما، بے کار، جائیے جنگل میں دیکھ لیجیے وہیں کہیں روتا ہوگا۔ سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اسی دیوانے کی تو تلاش میں ہوں، تم دنیا کمانے والے لڑکوں کو اپنی اولاد سمجھتے ہو اور خدا کے خاص بندے کو اپنی اولاد نہیں سمجھتے، وہ تو اتنا قیمتی ہے کہ اللہ اس کو ولایت دینے کے لیے خود پیر کو مرید کے پاس بھیج رہا ہے، ایسے قسمت والے مرید بھی ہوتے ہیں کہ خود اللہ والے ان کے پاس پہنچائے جاتے ہیں؎

تشنگاں گر آب جویند از جہاں\
آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا ارشاد

شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے غوث تھے فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کو مرید کرتا ہوں، اللہ اللہ کرنا سِکھاتا ہوں، اللہ کی محبت سِکھاتا ہوں، ان کی اصلاح کرتا ہوں تو رات کو اللہ سے روتا ہوں کہ اے اللہ! اِس کو اللہ والا بنادے، اِس کو اپنا پیارا بنادے اور میری دعا اور اپنی محنت سے جب وہ اللہ والا ہوجاتا ہے تو مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ بجائے وہ مجھ پر قربان ہو میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اپنی جان اُس پر فدا کردوں۔ آہ! اللہ والوں کو کیا محبت ہوتی ہے اللہ کے بندوں سے، فرماتے ہیں کہ مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اس مرید پر قربان ہو جاؤں، اللہ اللہ کتنی بڑی عبادت ہے، اگر کوئی اللہ والا بن جائے تو کیا یہ معمولی نعمت ہے؟ اگر آپ کا بچہ کہیں کھو گیا ہو اور کوئی ڈھونڈ کر لادے تو آپ کو کتنی خوشی ہوگی، آپ بچہ سے پہلے اسے پیار کریں گے جو بچہ کو لایا ہوگا تو جو بندے خدا سے غافل ہیں اور کوئی اللہ والا محنت کر کے راتوں کو رو رو کر اس کو اللہ تک پہنچادیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلا پیار اس پیرومرشد کو کرتے ہیں کہ تو نے میرے غفلت زدہ بندہ کو جو مجھ سے دور ہو گیا تھا محنت کر کے مجھ تک پہنچا دیا لہٰذا پہلا پیار اللہ تعالیٰ اس کو کرتے ہیں اور اللہ سے ملنے کا راستہ یہی ہے ؎

اُن سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

سچے اللہ والے کی علامت

اللہ اس کو ملتا ہے جس کی کسی اللہ والے سے دوستی ہو مگر سچا اللہ والا ہو پاکٹ مار نہ ہو، پیسہ نذرانہ نہ لیتا ہو، اللہ کے لیے وعظ سناتا ہو، اللہ کے لیے دین

سِکھا تا ہو، سنت پہ چلتا ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہو، جماعت سے نماز پڑھتا ہو، شرعی ڈاڑھی رکھتا ہو، شرعی پردہ کرتا ہو، عورتوں سے پیر نہ دبواتا ہو، چرس اور ہیروئن نہ پیتا ہو، نشہ نہ کرتا ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر اپنی جان فدا کرتا ہو، اس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؂

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

مانگیں تو براہِ راست اللہ سے البتہ بزرگانِ دین کا وسیلہ دے کر مانگ سکتے ہیں اور وسیلہ دے کر ایسے مانگنا چاہیے کہ اے اللہ! میرے مرشد، میرے پیر کے صدقہ میں میری دعا قبول فرمالیجیے اور جب روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانا ہو تو وہاں اس طرح دعا کریں کہ اے اللہ! سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میری سب دعائیں قبول فرمالیں۔ کون ظالم ہے جو اللہ والوں کے وسیلہ کو منع کرتا ہے، ایسا شخص جاہلِ مطلق ہے۔

سنت کے خلاف چلنے والا ہرگز ولی اللہ نہیں ہوسکتا

تو میں عرض کررہا تھا کہ اگر کوئی شخص چاہے ہوا میں اُڑ رہا ہو لیکن شریعت وسنت کے طریقہ پر نہیں ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر نہیں چلتا، سنت کے خلاف زندگی گذارتا ہے، ٹخنہ چھپاتا ہے، ڈاڑھی نہیں رکھتا، سگریٹ پیتا ہے، سٹوں کا نمبر بتاتا ہے بلکہ دو چار گالیاں بھی دے دیتا ہے

اور ایسوں کو لوگ زیادہ ولی اللہ سمجھتے ہیں، ان کے ایجنٹ سِکھا بھی رہے ہوتے ہیں کہ جاؤ جب بابا تم کو ماں بہن کی گالی دے دے اور پتھر مارے تو سمجھ لو کہ کام ہو گیا، آپ بتائیے کہ اس گالی بکنے والے کی دعا قبول ہو گی؟ کیا گالی بکنا ولی کا کام ہے؟ لیکن افسوس ہے کہ آج کل پاگلوں کو لوگ ولی اللہ سمجھتے ہیں حالانکہ ولی اللہ وہ ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر جان دیتا ہو اور کسی بزرگ کی صحبت میں رہا ہو، کسی ولی اللہ کی جوتیاں اٹھائی ہوں، شریعت وسنت، جائز وناجائز کا ہر وقت خیال رکھتا ہو، جو اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ کیسے ولی اللہ ہو گا؟ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جن کو ولی اللہ بتا رہے ہیں کہ میرے ولی وہ ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں، گناہوں سے بچتے ہیں، شرعی پردہ کرتے ہیں، سنت پر چلتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، ماں باپ کو نہیں ستاتے، بیوی کی پٹائی نہیں کرتے، اپنے پڑوسیوں کا حق ادا کرتے ہیں، نظر کی حفاظت کرتے ہیں چاہے چاٹگام میں کتنی ہی حسین لڑکی آرہی ہو اگر اللہ کا ولی ہے تو کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا ہاں اگر شیطان ہے تو سب کو خوب دیکھے گا۔ تو ولی اللہ کون ہوئے؟ جو سنت پر چلتے ہیں اور اللہ کو ناراض نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ یہ جذبہ اپنے اولیاء کو دیتا ہے کہ اے خدا! میں جان دے دوں گا چاہے نفس کو موت آجائے، ہم موت کو عزیز رکھتے ہیں بجائے اس کے کہ آپ کو ناراض کریں، اللہ تعالیٰ سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و وسیلہ سے، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وسیلہ سے، دنیا بھر کے اولیاء اللہ کے وسیلہ سے ہم سب کو ایسا ایمان اور یقین عطا فرما دے کہ ہماری ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم خدا کو ناراض نہ کریں، ہمت کرو، اللہ سے مانگو، ہم اللہ سے مانگیں گے تو ضرور پائیں گے ان شاء اللہ۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سن لیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری

رحمۃ اللہ علیہ سارے اولیاء اللہ کے سردار ہیں، بصرہ میں ساری زندگی اللہ کی محبت سِکھاتے تھے، جب پیدا ہوئے تو حضرت عمر فاروق کا زمانہ تھا، ان کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی تھیں، جس کی ماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی ہو، صفائی کرتی ہو، برتن دھوتی ہو، وہ ماں کتنی قسمت والی ہوگی، اگر کسی پریذیڈنٹ یا وزیراعظم کے ہاں کسی کی ماں نوکرانی ہوتو وہ فخر کرتا ہے یا نہیں؟ لیکن جس کی ماں پیارے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی ہواس کی قسمت کا کیا کہنا۔

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ جو ہماری ماں ہیں، پوری امت کی ماں ہیں انہوں نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں کھلایا۔ جب حضرت حسن بصری پیدا ہوئے تو ان کی اماں ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئیں اور کہا کہ اے امیر المومنین! اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جس کے اسلام لانے سے آسمانوں پر خوشیاں منائی گئی تھیں جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! اِسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ آج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے، کلمہ پڑھ لینے سے آسمانوں پر فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔

خواجہ حسن بصری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اور اس کے معانی

تو حضرت حسن بصری کی والدہ نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ میں اپنے بچے کو لائی ہوں آپ اس کی سنتِ تحنیک ادا کر دیجئے یعنی کھجور چبا کر اس کا تھوڑا سا حصہ میرے بچہ حسن بصری کے منہ میں ڈال دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور چبائی اور خواجہ حسن بصری کے منہ میں رکھ کر سنتِ تحنیک ادا

فرمائی اور دو دعائیں بھی دیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ! اس کو بہت بڑا عالم بنا، فقیہ بنا، دین کا سمجھدار بنا اور وَحَبِّبْہُ اِلَی النَّاسِ اور اپنی مخلوق میں اس کو محبوب بنادے کیونکہ اگر عالم تو بڑا ہے مگر محبوب نہیں ہے تو اس کا علم مفید نہیں ہوگا اور اگر محبوب بہت ہے مگر جاہلِ مطلق ہے تو اس جاہل سے جہالت پھیلنے کا خطرہ ہے جیسے ایک اندھا دوسرے اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چل رہا ہو تو دونوں گریں گے یا نہیں؟ تو پیر کس کو بنایا جاتا ہے جس کو ضروری علمِ دین حاصل ہو، جو اللہ تعالیٰ پر جان دیتا ہو، ہر گناہ سے بچتا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو اور آپ علیہ السلام کی ہر سنت پر عمل کرتا ہو۔ میں اپنا شعر سناتا ہوں ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

ڈاڑھی کو بڑھانے اور مونچھوں کو کٹانے کا حکم

دوستو! ذرا سوچو تو سہی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کرنا چاہیے یا اپنی بیوی کا دل خوش کرنا چاہیے، اگر بیوی کہتی ہے کہ ڈاڑھی نہیں رکھو تو بتاؤ بیوی کو خوش کرنا زیادہ کام آئے گا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنا کام آئے گا؟

ایک شخص دہلی گیا، وہاں ایران کا شاعر آیا ہوا تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نعت کہتا تھا، وہ حجام کے ہاں ڈاڑھی منڈا رہا تھا، دہلی والے نے کہا کہ آپ نے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں اتنی عمدہ نعت کہی ہے پھر آپ ڈاڑھی کیوں صاف کروا رہے ہیں، سنت پر استرا کیوں چلا رہے ہیں؟ اُس نے شاعرانہ جواب دیا ؎

ریش می تراشم ولے دل کس رانمی تراشم

کہ میں ڈاڑھی چھیل رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا، کسی کے دل کو دُکھ نہیں دے رہا، اس شخص نے جو پہلے ہی جلا بھنا تھا کہا۔

وے دلِ رسول اللہ می خراشی

تو تو اللہ کے نبی کا دل چھیل رہا ہے، اُن کا دِل دُکھا رہا ہے، یاد رکھیں کہ ڈاڑھی رکھنا ایسا ہی واجب ہے جیسے عید کی نماز، بقرہ عید کی نماز، وتر کی نماز، اگر کوئی عید کی نماز نہ پڑھے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟

ڈاڑھی کا وجوب اور اہمیت

ڈاڑھی رکھنے کے وجوب پر چاروں اماموں کا اجماع ہے، کسی امام کا اختلاف نہیں ہے اور ڈاڑھی رکھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو جس حالت پر مرے گا قیامت کے دن اُسی حالت میں اُٹھایا جائے گا، جو ڈاڑھی رکھ کر مرے گا تو جب قیامت کے دن ڈاڑھی لے کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شفاعت کے لیے جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش ہو جائے گا کہ تم نے ہماری جیسی شکل بنائی ہے، تم حوضِ کوثر پر پانی بھی پیو اور ہم تمہاری شفاعت بھی کریں گے اور جو ڈاڑھی منڈاتا ہوا مرا تو قیامت کے دن اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا اور اگر قیامت کے دن ڈاڑھی منڈے شخص کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال کرلیا کہ تم کو میری شکل میں کیا خرابی نظر آئی تھی کہ تم نے میری جیسی شکل نہیں بنائی، تم نے بیوی کو خوش کیا، دفتر والوں کو خوش کیا، مارکیٹ والوں کو خوش کیا، خاندان والوں کو خوش کیا، سارے عالم کو تو خوش کیا مگر اپنے اللہ کو ناراض کیا اور اللہ کے رسول کا دل دُکھایا تو بتاؤ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دو گے لٰہذا ہمت کرو، اگر ڈاڑھی رکھنے پر کوئی ہنسے تو ہنسنے والوں کو ایک اللہ والے کا یہ شعر پیش کردو۔

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

ڈاڑھی رکھنے کے بعد جو لوگ آپ پر ہنسیں گے ان شاء اللہ کچھ دن کے بعد وہی لوگ آپ سے دعائیں کرائیں گے کہ حضرت دعا کر دیں، پھر آپ حضرت بن جائیں گے اور ڈاڑھی کے بغیر فاسق و فاجر ہی رہیں گے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کریں گے ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

کس کی مشابہت لے کے آیا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکلِ مبارک کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ عُوْقِبَ بِاَرْبَعَةِ اَشْيَآءٍ لَا يَجِدُ شَفَاعَتِيْ وَلَا يَشْرَبُ مِنْ حَوْضِيْ وَيُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ وَ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمُنْكَرَ وَالنَّكِيْرَ فِيْ غَضَبٍ﴾

(اوجز المسالک الیٰ مؤطا مالک، باب ما جآء فی السنة فی الفطرة، ج: ۱۴، ص: ۲۳۳)

جو بڑی بڑی مونچھیں رکھے گا قیامت کے دن میری شفاعت نہیں پائے گا، نہ ہی اسے میرے حوضِ کوثر پر آنے دیا جائے گا، قبر میں اس کے پاس منکر نکیر غصہ کی حالت میں بھیجے جائیں گے اور اسے دردناک عذاب دیا جائے گا اور مونچھوں کا حکم یہ ہے کہ اگر بالکل برابر کر لو تو یہ اعلیٰ درجہ ہے اور اگر رکھنی ہی ہے تو کم از کم اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا رکھیں تو بھی ان شاء اللہ پاس ہو جائیں گے لیکن اگر مونچھ اتنی بڑھ گئی کہ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ ڈھک گیا تو سمجھ لو پھر اسی وعید کا خطرہ ہے جو حدیث میں وارد ہوئی ہے۔ کچھ لوگ ڈاڑھی کا بچہ جو نیچے والے ہونٹ کے نیچے ہے اسے بھی منڈاتے ہیں، یاد رکھیں اس کا رکھنا بھی واجب ہے، یہ ڈاڑھی کا بچہ ہے، اگر تمہارے بچے کو کوئی قتل کر دے تو کیا تم خوش ہو گے؟

کتابوں میں لکھا کہ اس کا منڈانا بھی جائز نہیں ہے، رکھنا ضروری ہے تو ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک ایک مشت رکھیں یعنی ایک مشت دائیں طرف سے ایک مشت سامنے سے اور ایک مشت بائیں طرف سے پھر ڈاڑھی میں تیل لگا کر کنگھی کر کے دیکھو کہ کتنی خوبصورت لگے گی۔

دنیا میں جتنے شیر ہیں سب کی ڈاڑھی ہے اور شیر کی بیوی کی یعنی شیرنی کی ڈاڑھی نہیں ہے تو فیصلہ کرلو کہ شیر بننا ہے یا شیرنی، اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا ہے یا بیوی بچوں اور دفتر والوں کو خوش کرنا ہے، قبر میں جانے کے بعد یہ گال کیڑے کھا جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ زمین دی ہے، اس پر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا باغ لگالو تب سمجھو کہ اصلی عشق حاصل ہے، خالی رونے گانے سے عشق نہیں ہوتا، عشق نام ہے عمل کرنے کا جیسے ابا کہتا ہے کہ بیٹا سینما مت دیکھنا، وی سی آر مت دیکھنا مگر بیٹا ابا کی کسی بات پر عمل نہیں کرتا لیکن ہر وقت ابا ابا کہہ کہ روتا رہتا ہے تو کیا اس بیٹے کی محبت قابلِ قبول ہوگی؟ لہٰذا ٹی وی، وی سی آر، سینما اور عورتوں کو تاک جھانک کرنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، ماں باپ سے بدتمیزی کرنا، ذرا ذرا سی بات پر بیویوں کی پٹائی کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اعمال ہیں، اگر آپ کا داماد آپ کی بیٹی کی پٹائی کرے تب تو تعویذ لیتے ہو کہ کوئی تعویذ دے دیں داماد میری بیٹی کو ستا رہا ہے اور تم جو اپنی بیوی کو ستا رہے ہو وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔

بیویوں کے ساتھ نرمی کیجیے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَ اِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَ فِيْهَا عِوَجٌ﴾

(صحیحُ البخاری، بابُ المداراة مع النسآء، ج: ۲)

عورت پسلی کی طرح ٹیڑھی ہے اگر اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس سے ٹیڑھے پن کے ساتھ فائدہ اٹھایا تو فائدہ پہنچائے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی کو مار مار کر سیدھی کر دیں گے، جو اپنی بیوی کو مار مار کر سیدھی کرتا ہے اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی پسلی سیدھی کرے، اگر لوگ ہسپتال میں جا کر اپنی پسلی سیدھی کرائیں گے تو ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ آج کتنے گھر اِنہی لڑائیوں کی وجہ سے برباد ہو گئے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، کچھ لوگ دوستوں کے ساتھ تو خوب ہنستے بولتے ہیں مگر جب بیوی کے پاس پہنچتے ہیں تو آنکھیں لال ہوتی ہیں، فرعون بنے ہوتے ہیں جبکہ کچھ لوگ بایزید بسطامی بنے آنکھیں بند کیے تسبیح پڑھتے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہیں، دونوں عمل سنت کے خلاف ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے آتے اور فرماتی ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْآفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَآءِ

یہ کس کا شعر ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ہم سب کی ماں ہیں، یہ اُن کا شعر ہے کہ ایک سورج میرا ہے اور ایک سورج آسمان کا ہے، میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل و بہتر ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ آسمان کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے اور میرا سورج عشاء کی نماز

کے بعد طلوع ہوتا ہے۔

تو میں عرض کررہا تھا کہ مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں ہیں اور مسجد سے نکلنے کی بھی پانچ سنتیں ہیں اور ایک نیکی پر دس گُنا اجر کا وعدہ ہے، مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتوں کو دس سے ضرب کریں تو پچاس نیکیاں مل گئیں اور جب مسجد سے نکلے تو پھر پچاس نیکیاں مل گئیں اور دن میں پانچ نمازیں ہیں تو پانچ نمازوں میں صرف مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے پر ہی ڈھائی سو نیکیاں مل گئیں اور نماز باجماعت کا ثواب الگ ہے اور جب آپ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت کہیں گے بِسۡمِ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثواب الگ رہا، یہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے اور یہاں عَلٰی کا لفظ ہے عَلَیۡکَ کا لفظ نہیں ہے۔

سنت کے خلاف چل کر کوئی ولی اللہ نہیں بن سکتا

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اپنی طرف سے کوئی طریقہ مت نکال لینا۔ میرا ایک رسالہ ہے پیارے نبی کی پیاری سنتیں اے چاٹگام والو! اس کو چھپوالو، میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ اس کو چھاپ لو تو ان شاء اللہ امید ہے کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مل جائے گی، لہٰذا اس کو چھاپ کر تقسیم کرو تاکہ امتِ مسلمہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر چل کر اللہ کی پیاری بن جائے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاکیزہ طریقے ہوتے ہوئے ہم دوسرا طریقہ کیسے اختیار کریں، ہم لندن والوں کی طرح کھڑے ہوکر کھائیں یا مدینہ والے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے پر کھائیں؟ آپ خود فیصلہ کرلیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دو دعائیں دیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھۡہُ فِی الدِّیۡنِ اے اللہ! اس کو دین کا فقیہ بنادے

وَحَبِّبۡهُ اِلَی النَّاسِ اور مخلوق کا محبوب بنادے۔ محدثین لکھتے ہیں فَاِنَّ حَسَنَ الۡبَصۡرِی قَدۡ رَأٰی مِائَةَ وَّعِشۡرِیۡنَ صَحَابِیاً خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی تھی، حضرت خواجہ حسن بصری بصرہ کے بہت بڑے ولی اللہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً اور ان کا ایمان ایسا تھا کہ جب تقریر کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ جنت اور جہنم کو دیکھ رہے ہیں فَبَکٰی وَاَبۡکٰی روتے تھے اور رُلادیتے تھے۔

خواجہ حسن بصری اور غلام کا واقعہ

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں ایک غلام خریدا، وہ غلام بھی ولی اللہ، صاحبِ نسبت اور تہجد گذار تھا، حضرت حسن بصری نے اس سے پوچھا کہ اے غلام! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، مالک جس نام سے چاہے پکارے، آپ نے فرمایا اے غلام! تجھ کو کیسا لباس پسند ہے؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی لباس نہیں ہوتا جو مالک پہنا دے وہی اس کا لباس ہوتا ہے، پھر انہوں نے پوچھا کہ اے غلام! تو کیا کھانا پسند کرتا ہے؟ غلام نے کہا کہ حضور غلاموں کا کوئی کھانا نہیں ہوتا جو مالک کھلا دے وہی اس کا کھانا ہوتا ہے۔ خواجہ حسن بصری چیخ مار کر بیہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے غلام! میں تجھ کو آزاد کرتا ہوں، میں نے تجھے پیسے سے خریدا تھا مگر اب تجھ کو پیسہ نہیں دینا ہے، میں تجھ کو مفت میں آزاد کرتا ہوں، غلام نے پوچھا کہ کس نعمت کے بدلے میں آپ مجھ کو آزاد کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم نے ہم کو اللہ کی بندگی سکھادی، تم ایسے غلام ہو کہ اگر مجھے میرا پیسہ دے دیتے تو غلامی کے طوق سے آزاد ہو سکتے تھے لیکن ہم اللہ کے ایسے غلام ہیں کہ سلطنت بھی دے دیں تو بھی خدا کی غلامی سے، طوقِ بندگی سے آزاد نہیں ہو سکتے، ہماری بندگی کا طوق موت تک ہے وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ

الْیَقِیْنُ پس تم نے ہمیں ہمارے اللہ کی بندگی سِکھادی، اب ہم کو اللہ جو کھلائے گا ہم یہی کہیں گے کہ مالک آپ کا احسان ہے، جو پہنائے گا یہی کہیں گے کہ مالک آپ کا احسان ہے، جس نام سے خدا پکارے گا وہی ہمارا نام ہے، اے غلام! تو نے ہمیں اللہ کی بندگی سکھادی۔ یہ ہے اللہ والوں کا راستہ کہ جس حالت میں خدا رکھے راضی رہو، رضا بالقضا کا مقام اخلاص سے بھی زیادہ اونچا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کی بے نفسی کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے، کہیں جارہے تھے کہ ایک بدکار عورت نے ان پر راکھ پھینک دی، ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا الحمدللہ، مریدوں نے کہا کہ حضور حکم دیں تاکہ ہم اس نالائق عورت کی پٹائی کریں، فرمایا کہ اگر تم لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے تو میرا ساتھ چھوڑ دو، اللہ والوں کا راستہ صبر کا راستہ ہے، مریدوں نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتائیں کہ آپ نے الحمدللہ کیوں پڑھا؟ فرمایا کہ جو سر اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ برسنے کے قابل تھا خدا نے اس پر صرف راکھ برسادی لہٰذا ہم اس کا شکریہ ادا کررہے تھے کہ اے اللہ! چھوٹے امتحان سے ہمارا کام بن جائے، بڑے عذاب سے ہم کو بچالے، ایسے ہوتے ہیں اولیاء اللہ!

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دانت ٹوٹ گیا، آپ نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! آپ نے میرا دانت کیوں توڑ دیا؟ آپ نے کہا اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے میری آنکھ کی روشنی نہیں ضائع کی، تو نے میرے کان کی سننے کی طاقت نہیں ضائع کی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَذْھَبِ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ کا شکر ادا کیا۔

تو جب حافظ شیرازی کے والد نے سلطان نجم الدین کبریٰ کو بتایا کہ

میرا ایک بیٹا پاگل ہے جو جنگلوں میں جا کر روتا رہتا ہے تو سلطان نجم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ میں اسی پاگل کو ڈھونڈنے آیا ہوں، جب جنگل میں گئے تو دیکھا کہ حافظ شیرازی اللہ کی یاد میں رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے خدا! آپ کا نام لینے میں اتنا مزہ آرہا ہے ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

اے اللہ! جب حافظ شیرازی تیرے نام سے مست ہوتا ہے تو ایک جو کے بدلے سلطنت کاؤس و کے کو خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، اس کو اللہ والا کہتے ہیں، آج کوئی پانچ سوٹکہ، پانچ ہزار ٹکہ، ایک لاکھ ٹکہ دے دے فوراً ایمان بیچ دیتے ہیں، سینما کے افتتاح پر بسم اللہ لکھتے ہیں اور وہاں جا کر دعا بھی کرتے ہیں، بتاؤ سینما کی آمدنی حرام ہے یا نہیں؟ سینما میں گانا بجانا ہوتا ہے یا نہیں؟ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر اُسترا چلتا ہے یا نہیں؟ لیکن جو بکاؤ ملا ہوتا جو اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھاتا وہ جعلی بھی ہوتا ہے اور بکاؤ بھی ہوتا ہے، اس کو جو چاہے خرید لے لیکن جن لوگوں نے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھائیں، بزرگوں کی صحبتیں اٹھائیں، ان کا ایمان ویقین پڑھے لکھے ملاؤں سے زیادہ ہوتا ہے۔ کراچی میں ایک امام کو کہا گیا کہ چلو ہمارے سینما میں پیسے کے رجسٹر پر بسم اللہ لکھ دو تو اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ دس کروڑ روپیہ بھی دو گے تو بھی میں نہیں جاؤں گا، حرام کام پر بسم اللہ پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر کوئی شراب پیتے ہوئے بسم اللہ کہہ دے تو کافر ہو جائے گا، اسی طرح بدبودار جگہ پر اللہ کا نام لینے میں بھی خوفِ کفر ہے اس لیے علماء دین سے خاص کر کہتا ہوں کہ میرے پیارے معزز علمائے دین اور طلباء کرام اپنے علم پر ناز نہ کرو، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھا کر اپنے ایمان ویقین کو اولیاء صدیقین کے مقام تک پہنچانے کی

کوشش کرو پھر آپ کو ان شاء اللہ وزارت بھی نہیں خرید سکتی، پورے بنگلہ دیش کا خزانہ بھی نہیں خرید سکتا، دیکھو حافظ شیرازی کا یہ ارشاد؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی اللہ کے نام کی لذت سے مست ہوتا ہے تو مملکت کاؤس و کے کو ایک جو کے بدلے میں خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بتاؤ دوستو! گنے میں رس کون پیدا کرتا ہے جس رس سے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے؟ مٹھائی کی دوکانوں پر کھڑے نظر لگا رہے ہیں، دوسرے کے پیٹ میں اماشے (پیچش) پیدا کر رہے ہیں بھئی اللہ کو یاد کرو، ان کے نام میں اتنا مزہ ہے اتنا مزہ ہے کہ ساری دنیا کے مزے بھول جاؤ گے ان شاء اللہ! بتاؤ ساری دنیا کا مزہ کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ تو پوری کائنات کی تمام لذتوں کا مرکز سرچشمہ اور مخزن ہے، اس کا نامِ پاک سیکھنے کی مشق کرو، ان شاء اللہ بغیر الیکشن کے بادشاہت ملے گی، بغیر الیکشن کے آپ کو اتنی دولت دل میں محسوس ہوگی کہ کسی مالدار کو آپ خاطر میں نہیں لائیں گے۔

ایک ولی اللہ لکھنؤ میں تھا، اس کا خادم ان کے مقام پر نہیں تھا، ایک مرتبہ بادشاہ ان سے ملنے آیا، خادم گھبرا گیا اور کانپتا ہوا آیا کہ حضرت بادشاہ آیا ہے، فرمایا تو تو ایسا کانپ رہا ہے کہ میں سمجھا کہ میری گدڑی میں کوئی بڑی سی جوں نکل آئی ہے۔ جس کے دل میں اللہ آتا ہے، جو تخت و تاج و سلطنت کی بھیک دینے والا ہوتا ہے وہ بادشاہوں سے مرعوب ہوگا؟ ان کے تخت و تاج اس

کے سامنے نیلام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، دیکھو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دلی کی جامع مسجد میں فرمایا کہ اے مغل خاندان کے بادشاہو! جب تم مروگے تو تمہارا تاج اُتار لیا جائے گا، قبر میں صرف کفن لے کر جاؤ گے، بادشاہت کا خزانہ اور تخت و تاج تمہارے ساتھ نہیں جائے گا، اے سلاطینِ مغل! ولی اللہ تم سے کہتا ہے کہ اِس ولی کے سینہ میں ایک دل ہے، اِس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے موتی بھرے ہوئے ہیں، جب میں مروں گا تو کفن کے ساتھ اللہ کی محبت کا خزانہ، اللہ تعالیٰ کی محبت کے موتی لے کر اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں گا۔

دلِ دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

میں اپنے سینے میں ایسا دل رکھتا ہوں جس کے اندر اللہ کی محبت کے موتیوں کا خزانہ ہے، تم اللہ والوں کو کیا سمجھو گے۔ سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر سلطنتِ بلخ چھوڑ دی، آدھی رات کو گدڑی پہنی اور بادشاہت کا تخت و تاج نیلام کر دیا۔ مولانا رومی کس انداز سے اس کو بیان کرتے ہیں ۔

از پئے تو در غریبی ساختہ
شاہی و شہزادگی در باختہ

سلطان ابراہیم ابن ادھم کی کرامت

آہ! مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی اللہ کی زبان سے سنو! فرماتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم شاہی و شہزادگی کو آپ کی محبت میں ہار گیا، آپ کی محبت میں دریائے دجلہ کے کنارے عبادت کر رہا ہے، جب عبادت کرتے ہوئے دس سال ہوگئے تو ایک وزیر آیا اس نے کہا کہ آہ! بادشاہت چھوڑ کر یہ بیوقوف کیسا ملا بن گیا ہے بس حضرت کو اللہ کے حکم سے کشف ہوگیا، سمجھ گئے کہ یہ وزیر مجھ کو بیوقوف سمجھ رہا ہے فوراً اپنی سوئی دریا میں

ڈال دی اور حکم دیا کہ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی لاؤ، دوستو! یہ واقعہ مولانا رومی کی مثنوی سے پیش کررہا ہوں، فارسی کو اردو میں بیان کررہا ہوں، فرمایا اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے

سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے

میرے شیخ کبھی اس شعر کو پڑھاتے تھے تو انگلی ہونٹوں کے سامنے رکھ کر اشارہ کرتے تھے۔ سوزنِ زر یعنی سونے کی سوئی ہر مچھلی کے منہ میں تھی، ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئیں، آپ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے مچھلیو! اس امت کے لیے سونے چاندی کا استعمال جائز نہیں ہے، میری لوہے کی سوئی لاؤ، ایک مچھلی نے غوطہ مارا اور لوہے کی سوئی لے آئی، وزیر قدموں میں گر کر رونے لگا کہ آہ! یہ مچھلیاں جانور ہو کر اس ولی اللہ کو پہچانتی ہیں اور میں انسان ہو کر اس ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا، مجھ سے بہتر تو یہ جانور ہیں، بعض لوگ ایسے بھی نالائق ہوتے ہیں جو اولیاء اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں، انہیں نہیں پہچانتے ؎

اشقیا را دیدۂ بینا نہ بود

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

خدا کسی بدبخت کو دید و بینائی نہیں دیتا، اللہ اپنی محبت کا غم کس کو دیتا ہے؟ سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

سرمد غمِ عشق بوالہوس را نہ دہند

سوزِ غمِ پروانہ، مگس را نہ دہند

اے سرمد! اللہ اپنی محبت کا غم دنیا کے کتوں کو نہیں دیتا، دنیا کے لالچیوں کو نہیں دیتا، پروانے کا چراغ پر جل جانے اور فدا ہونے کا جذبہ مکھیوں کو نہیں ملتا، مکھیوں کا کام اپنے آپ کو پیشاب پاخانے کی غلاظت و نجاست میں ڈبونا ہے اور

پروانوں کا کام روشنی پر فدا ہونا ہے، اللہ جس کو یہ نعمت دے دے اس کا بہت بڑا احسان ہے۔

تو اس وزیر نے کہا کہ جو درجہ آپ کو ملا ہے مجھے بھی اللہ سے یہ درجہ دلوا دیں، میں بھی آپ کے ساتھ دریا کے کنارے رہوں گا چنانچہ وہ وزیر چھ مہینے ان کے ساتھ رہا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا، جو ولی کے ساتھ پیوند لگائے گا ولی اللہ نہیں بنے گا؟ دیسی آم لنگڑے آم سے پیوند لگائے گا تو وہ دیسی آم رہے گا؟ لنگڑا آم بن جائے گا مگر ایک شرط ہے نیکی کی شاخ سے پیوند اور جوڑ مضبوط ہو اور گناہوں سے بھی بچتا ہو، کنکر پتھر چھوڑ دینے میں تاخیر کرنا بیوقوفی ہے، کیا گناہ اچھی چیز ہے؟ کنکر پتھر ہے، خراب چیز دے کر اگر اللہ مل جائے تو نہایت سستا سودا ہے۔ ایک بزرگ شاعر کہتے ہیں کہ جب میں نے سب گناہوں کو چھوڑ دیا تو اللہ کو پا گیا، تب یہ شعر کہا ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر جیسے گناہ کو چھوڑ کر میں اللہ کو پا گیا، خدا کا شکر ہے کہ نہایت سستے داموں مجھے خدا مل گیا۔

اب پیر چنگی کا قصہ سنا کر ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے، مدینہ کے قبرستان میں گانے بجانے والا پیر چنگی ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹا چنگ بجا کر اللہ کو اپنا بھجن سنا رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے اللہ! میں نے ساری عمر دنیا کو اپنی آواز سے مست کیا لیکن جب بڑھاپے میں میری آواز خراب ہوگئی تو دنیا نے مجھے چھوڑ دیا، اب میں تجھے اپنی آواز سناؤں گا کیونکہ تو نے مجھے پیدا کیا ہے، میں تیرا ہی بندہ ہوں، جب ماں باپ اپنے لنگڑے لولے اپاہج نالائق بچوں کو نہیں چھوڑتے، ان کو بھی روٹی دیتے ہیں تو آپ نے تو مجھ کو پیدا کیا ہے،

میری خراب آواز کا خریدار اب آپ کی رحمت کے سوا کوئی نہیں ہے، سب نے مجھ کو لات ماردی، اب نہ کوئی بڈھا سنتا ہے نہ بڈھی، نہ بچہ نہ جوان سب مجھ سے بھاگ گئے۔ جب اس نے یہ کہا کہ پوری دنیا میں اب میرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے، اب آپ ہیں اور میں نالائق ہوں، اگر آپ نے بھی میری آواز قبول نہیں کی تو میں کہاں جاؤں گا؟ تو اللہ کو اس کی یہ آہ وزاری پسند آگئی۔ آہ! اگر کوئی بچہ ماں کے سینے پر پیخانہ کررہا ہوتو کیا ماں اس کو اٹھا کر پھینک دیتی ہے؟ اسی طرح یہ ظالم گناہ کر کے بھی خدا کا پیار پارہا ہے حالانکہ چنگ بجارہا ہے اور بھجن گا رہا ہے، بتاؤ یہ شریعت کے خلاف ہے یا نہیں؟ لیکن چونکہ اخلاص کے ساتھ کہہ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنا بنانے والے تھے، جس کو خدا اپنا بناتا ہے تو اس کے دل میں پہلے ہی اثرات پیدا ہونے لگتے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو مشرق کی طرف آسمان لال ہوجاتا ہے یا نہیں؟ سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے آسمان لال ہوجاتا ہے، جس کو خدا اپنا ولی بنانا چاہتا ہے اس کے دل میں بھی کچھ آثار وانقلاب پیدا ہوتے ہیں جو اس کے حالات بدل دیتے ہیں اور وہ بزبانِ حال یہ کہتا ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب وگریباں کو

اور ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
ایک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

بدنظری کرنے والوں سے کہتا ہوں، اپنے دوستوں سے بھی کہتا ہوں اور اپنے نفس سے بھی کہ اللہ ایسے نہیں ملے گا، دنیا کے جتنے حسین ہیں ان سب کو چھوڑ دو تب خدا ملتا ہے، مگر حلال بیوی کو مت چھوڑ دینا اگرچہ اس کی جدائی شاق ہو لیکن وہ مضر نہیں ہے ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دِکھایا رُخِ زیبا تو نے

نظر کی حفاظت کرو ایمانی حلاوت ملے گی ان شاء اللہ، نظر بچانے سے دل کو دُکھ تو ہوگا مگر اس ٹوٹے ہوئے دل پر اللہ تعالیٰ کا اتنا پیار نازل ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا ولی اللہ بنایا جاتا ہے، نظر کی حفاظت کو معمولی عمل مت سمجھئے، دل بادشاہ ہے لہٰذا اس کی مزدوری بھی بہت بڑی ہے، ایک ایک نظر بچانے پر اتنا ایمان بڑھے گا کہ آسمان برائے نام آسمان ہوگا۔ میرا شعر سن لیجئے ؎

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

یعنی ساتوں آسمان نام کے رہ جاتے ہیں گویا ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ تھوڑی سی ہمت کرو دوستو! تھوڑی سی محنت کرو، گناہ چھوڑنے کا غم اٹھالو، ہم زیادہ وظیفے نہیں بتاتے، صرف یہی کہتے ہیں کہ سب گناہ چھوڑ دو، فرض، واجب، سنت مؤکدہ اور گناہ سے بچنا اولیاء اللہ کا راستہ ہے مگر جب اللہ اپنا ولی بنائے گا تو بغیر ان کے ذکر کے آپ کو خود چین نہیں ملے گا، بتاؤ مچھلی کو پانی کے بغیر چین ملتا ہے؟ جب مچھلی کو پانی سے نکالتے ہو تو وہ تڑپتی ہے یا نہیں؟ تو اللہ والا وہ ہے جو خدا کی محبت میں اپنے دل کو تڑپتا ہوا محسوس کرنے لگے، وہ مجبورِ محبت ہو کر رہ جائے ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آ رہے ہیں

تو اللہ تعالیٰ کا پیار دیکھو جب پیر چنگی نے کہا کہ اے خدا! اب میری آواز کسی کو پسند نہیں ہے، ساری دنیا نے مجھ کو چھوڑ دیا، اگر آپ بھی پیار نہیں کریں گے اور میرے پیٹ میں روٹی نہیں ڈالیں گے تو میں تو بھوکوں مر جاؤں گا۔ کیا کوئی ابا اماں اپنے لنگڑے لولے بچے کو چھوڑ دیتے ہیں، دنیا والوں نے تو چھوڑ دیا اب تو آپ ہی کو کچھ سناؤں گا۔ بتایئے! اللہ میاں کو بھجن سنا

رہا ہے اور باقاعدہ چنگ بھی بجا رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جیسے پاخانہ کرنے کی حالت میں بھی ماں کے دل میں بچہ کی محبت کم نہیں ہوتی اور وہ بچہ کو صاف کرکے، صابن سے اس کا منہ دھوکر اس کا چوما لے لیتی ہے۔ اسی طرح جو خدا کے علم میں ولی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اسے نہلا دھلا کر اس کا چوما لے لے گی اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ توبہ کرنے والا اللہ کا پیارا بن جاتا ہے۔ اب دیکھئے مولانا رومی کی یہ بات بہت بڑی مستند کتاب سے پیش کر رہا ہوں، کسی اخبار کی بات نہیں ہے۔

پیر چنگی کے قصہ میں کیا سبق ہے؟

تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دِکھایا کہ میرا ایک بندہ مدینہ کے قبرستان میں ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹا ہوا بھجن گا رہا ہے گو وہ اس وقت شریعت کے خلاف کام کر رہا ہے لیکن ہم سے فریاد کر رہا ہے کہ اے خدا! اب میری آواز خراب ہوگئی ہے، اب آپ کے سوا میرا کوئی سہارا نہیں ہے لہٰذا اے عمر! میں نے اس کو اپنا ولی بنا لیا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ وہ گناہ سے توبہ نہیں کرے گا، توفیقِ توبہ میرے ہاتھ میں ہے، میں جس کو بھی ولی بناتا ہوں اس کو توفیقِ توبہ دے دیتا ہوں، توفیقِ توبہ ولایت کی علامات میں سے ہے ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ لِیَتُوْبُوْا اَیْ وَفَّقَھُمْ لِلتَّوْبَۃِ اس کو آسمان سے توفیقِ توبہ دیتے ہیں تاکہ وہ زمین پر توبہ کرلے، توفیقِ توبہ آسمان سے آتی ہے تاکہ زمین والا توبہ کرکے اللہ کا پیارا بن جائے، ان کی رحمت یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے، ان کا ہاتھ ہر جگہ پہنچا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام فرمایا کہ اے عمر! تم جلالی ہو، لیکن میرے اس بندے کو کوڑے مت مارنا اگرچہ اس وقت نافرمانی کی حالت میں ہے، میں نے اس کو اپنا ولی بنانے کا

فیصلہ کرلیا ہے، وہ بغیر کوڑے کے توبہ کرے گا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکمِ خدا سے مدینہ کے قبرستان کی ایک ایک قبر میں جھانک کر پیر چنگی کو تلاش کررہے ہیں، دیکھا کہ ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں ایک بڈھا سارنگی لیے ہوئے چیں چیں پیں پیں کررہا ہے اور اللہ کو بھجن سنا رہا ہے کہ اے اللہ! سوا تیرے کوئی سہارا نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ یہی ہے وہ لیکن جب بڈھے نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو کانپنے لگا کہ اب تو پٹائی ہوگی، کوڑے لگیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کو دیکھا کہ ڈر کے مارے کانپ رہا ہے تو فرمایا کہ اے شخص! عمر کی مجال نہیں ہے کہ تجھ کو کوڑا مارے، خدا نے تجھ کو سلام فرمایا ہے اور کہا ہے کہ میرے بندہ کو خوشخبری سنا دو، میں نے اس کے بھجن کو قبول کرلیا، اس کی آواز کو قبول کرلیا اور اے عمر! بیت المال سے ہر مہینہ اس کے لیے وظیفہ مقرر کردو، اللہ نے تیرا وظیفہ تیرے کھانے پینے کا گذارہ الاؤنس مقرر کردیا ہے، اب تو کوئی فکر مت کر۔ بس جب پیر چنگی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ کا سلام سنا تو پتھر اٹھایا اور آلۂ گناہ یعنی سارنگی کو چور چور کردیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوکر تابعی ہوا، ولی اللہ ہوا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین سن لیجیے! اب میں کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا کیونکہ ساری دنیا نے مجھ کو لات ماری مگر میرے اللہ نے اس حالت میں بھی مجھے نہیں چھوڑا، میری آہ کو سن لیا، جس کا کوئی نہ ہو اس کا اللہ ہوتا ہے، جس کو ساری دنیا چھوڑ دے اللہ اس کو بھی نہیں چھوڑتا۔

تو پیر چنگی سارنگی توڑ کر تائب ہوگیا، متقی ہوگیا، سب گناہوں سے توبہ کرلی۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بنانا چاہتا ہے اس کی ولایت کا نقطۂ آغاز توبہ ہے، گناہ چھوڑنا ہے، جس ظالم کو گناہ چھوڑنے کی توفیق نہیں ہورہی وہ بہت خسارہ میں ہے، اگر اسی وقت موت آگئی تو گناہ کی حالت میں جائے گا یا نہیں؟ بس

اس لیے چند باتیں اور عرض کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت عطا فرمائے، آمین۔

ہدایت کے معنیٰ

میں نے خطبہ میں جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کی تفسیر سن لیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور ہدایت کے دو معنی ہیں **اِرَاءَۃُ الطَّرِیْقِ** اور **اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْبِ** اللہ جس کے لیے ہدایت چاہتا ہے، جس کو اپنا پیارا بنانا چاہتا ہے تو اسے **اراءۃ الطریق** بھی دیتا ہے اور **ایصال الی المطلوب** بھی دیتا ہے یعنی اسے راستہ بھی دِکھاتا ہے اور منزل تک بھی پہنچاتا ہے، یہ نہیں کہ راستہ تو دِکھادیا لیکن منزل تک نہیں پہنچایا تو اللہ جسے اللہ والا بنانا چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے یعنی مثبت اعمال مثلاً نماز روزہ بھی اس پر آسان کر دیتا ہے اور عورتوں سے بدنظری کرنا، شراب پینا، ماں باپ سے لڑنا، بیوی کی پٹائی کرنا غرض جتنی باتیں اللہ کی ناراضگی اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہیں سب باتیں چھوڑ دینا بھی اس پر آسان فرما دیتا ہے پھر گناہ کرنے میں اس کو موت نظر آنے لگتی ہے، اللہ اس کا سینہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔

شرحِ صدر کے معنیٰ

جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ﴾

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صحابہ! آج یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتا ہے تو اپنی خوشی کے اعمال کو اس پر آسان کر دیتا ہے اور اپنی ناراضگی اور غضب کے اعمال کو اس پر مشکل کر دیتا ہے اور ان کا راستہ بند کر دیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا الشَّرْحُ؟**

یارسول اللہ! اس کی کیا شرح ہے یعنی سینہ کس طرح کھلتا ہے؟ آپ نے فرمایا اِنَّ النُّوْرَ اِذَا قَذَفَ فِی الْقَلْبِ جب اللہ کا نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تواِنْشَرَحَ لَهُ الصَّدَرُ سینہ کھل جاتا ہے، دل بہت بڑا ہو جاتا ہے جیسے ایک راجہ نے ایک غریب جھونپڑی والے سے کہا کہ میرا دل تم سے دوستی کرنے کو چاہ رہا ہے، اس نے کہا کہ حضور! آپ تو جب آئیں گے ہاتھی پر بیٹھ کر آئیں گے اور میری جھونپڑی کا دروازہ چھوٹا سا ہے، میں خود جھک کر داخل ہوتا ہوں لہٰذا میں آپ کی دوستی کے قابل نہیں ہوں، راجہ نے کہا کہ تم فکر مت کرو، میں جس سے دوستی کرتا ہوں اس کے گھر کا دروازہ اتنا بڑا بناتا ہوں جس میں میں اپنے ہاتھی پر بیٹھ کر داخل ہوسکوں، تو بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں اس کا دل اتنا بڑا بنا دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکموں پر جان دیتا ہے، خدا کی ناراضگی کو وہ اپنی موت سمجھتا ہے۔ اس مثال سے بات سمجھ میں آگئی کہ جس کا دل اللہ اپنے لیے تجویز کرے گا اس کا دل بڑا بنائے گا یا نہیں؟ جس طرح راجہ مخلوق ہو کر غریبوں کا گھر بناتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کے دل کو اپنا گھر بناتے ہیں اس کا دل بھی بڑا کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ما است
چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ما است

یہ شراب کیا جانے مستی کو، اس کی مستی میری مستی کی گدا ہے اور پورا آسمان میرے دل کا ادنیٰ قیدی ہے، میرے ہوش کا قیدی ہے اور فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے جسم کی کمزوری دیکھ کر ان کو حقیر مت سمجھو ؎

ظاہرش را پشّہٴ آرد بچرخ
باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اگرچہ اولیاء اللہ کا ظاہر کمزور ہے کہ اگر انہیں ایک مچھر بھی کاٹ لے تو بیچارے

پریشان ہوجاتے ہیں لیکن ان کا دل ساتوں آسمانوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہوتا ہے، ارے! جب آسمان والے کو لیے ہوئے ہے، جب آسمان کے خالق کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو آسمانوں کی کیا حقیقت ہے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ حضور! لوگ آپ کو شاہ صاحب شاہ صاحب کہتے ہیں تو آپ کے پاس کتنا سونا ہے؟ وہ سمجھتا تھا کہ شاہ ہونے کے لیے سونا ہونا ضروری ہے، اس اللہ والے نے کہا

بخانہ زر نمی دارم فقیرم

ولے دارم خدائے زر امیرم

میرے گھر میں سونا نہیں ہے میں فقیر ہوں لیکن میں سونے کا خالق، سونا پیدا کرنے والا اپنے دل میں رکھتا ہوں، تم اپنے دل میں مخلوق رکھتے ہو، میں خالق رکھتا ہوں، تم مخلوق زر کو رکھتے ہو، میں خالقِ زر رکھتا ہوں۔ آہ! میں کس طرح اپنے دل کی بات آپ کے دلوں میں اتار دوں، واللہ! مسجد میں اختر کہتا ہے کہ اگر ہم اللہ والے بن جائیں تو سلطنت، سورج اور چاند، آسمان و زمین آپ کو اپنے قدموں کے نیچے معلوم ہوں گے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب بندہ دعا مانگتا ہے تو اس کا ہاتھ خدا کے سامنے ہوتا ہے اور پوری کائنات اس کے ہاتھ کے نیچے ہوتی ہے، دعا مانگتے وقت اس کا ہاتھ براہِ راست اللہ کے سامنے ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء کی عظمت عطا فرمائے۔

شرحِ صدر کی علامات

میر صاحب نے ایک بات یاد دلائی کہ صحابہ نے پوچھا کہ سینہ کیسے کھلتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نور دل میں داخل ہوتا ہے جس سے سینہ کھل جاتا ہے پھر صحابہ نے عرض کیا ھَلْ لِذَالِکَ مِنْ عَلَامَۃٍ؟ کیا اس کی کوئی علامت ہے کہ نور دل میں داخل ہوگیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ تین علامات ہیں جس کی ہدایت کا اللہ ارادہ کرتا ہے اور اپنا نور اس کے دل میں ڈالتا

ہے تو اس پر تین علامات ظاہر ہو جاتی ہیں نمبر ا:

﴿اَلتَّجَافِیُ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ﴾

دنیا سے اس کا دل اُچاٹ ہو جاتا ہے، سب حسین مردہ نظر آتے ہیں، کتنی ہی خوبصورت عورتیں سامنے ہوں سمجھتا ہے کہ سب قبر میں جانے والی ہیں، ساری دنیا اس کو مُردار نظر آتی ہے، دنیا دھوکہ کا گھر ہے، جب قبر میں جنازہ اُترتا ہے تو کسی کی بیوی ساتھ جاتی ہے؟ کاروبار، موٹر، ٹیلی فون کیا قبر کے اندر جاتا ہے؟ اس لیے اس کا دل سمجھ جاتا ہے کہ یہ سب چند روز کے دوست ہیں، زمین کے نیچے میرا اللہ ہی کام آئے گا، اس لیے وہ اللہ کی محبت کو اپنے اوپر بیوی بچوں سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے، کاروبار سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے، موٹر اور کار سے بھی زیادہ غالب رکھتا ہے اور ساری دنیا، ساری کائنات بلکہ سورج اور چاند سے بھی رُوکش ہو جاتا ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اور ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی
ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ وہ ہوتے مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی
دِکھاتے ہم تمہیں اپنے تڑپنے کا مزہ لیکن
جو عالم بے فلک ہوتا جو دنیا بے زمیں ہوتی

جب ہم اللہ کی یاد میں تڑپ کر اوپر جاتے ہیں تو ہم کو آسمان روکتا ہے، نیچے تڑپ کے آتے ہیں تو زمین روکتی ہے، ایک اللہ والے کا شعر ہے ؎

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے
دلِ بے تاب کی ضد ہے ابھی ہوتی یہیں ہوتی

اہل اللہ سے بدگمانی کرنے والو سن لو کہ خواجہ صاحب کیا فرماتے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ والوں کی زندگی کس طرح گذرتی ہے

پتہ چلتا کہ غم میں زندگی کیوں کر گذرتی ہے
ترے قالب میں کچھ دن کو مری جانِ حزیں ہوتی

کسی اللہ والے کی جان تمہارے جسم میں ڈال دی جائے تب پتہ چلے گا کہ وہ کتنی تلوار کھاتے ہیں، ہر گناہ سے بچتے ہیں، اللہ کے لیے ہر وقت غم اُٹھاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ شہیدوں کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے، جو عورتوں سے نظر بچائے گا، برے برے گندے تقاضوں کا خون کرے گا، بری خواہش پر اللہ کے حکم کا چاقو چلائے گا وہ قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا، کافر سے لڑکر گردن پر جو تلوار چلتی ہے اس خون کو دنیا دیکھتی ہے لیکن جو اندر ہی اندر تقویٰ کے لیے اپنی بری خواہشات کا خون کررہے ہیں اس خون کو صرف اللہ دیکھتا ہے۔ دیکھ لو تفسیر بیان القرآن میں ہے کہ سالکین اور جہادِ اکبر یعنی نفس کا مقابلہ کر کے جو لوگ گناہ چھوڑتے ہیں اللہ ان کو شہیدوں کے ساتھ اُٹھائے گا۔

شرحِ صدر یعنی سینہ کھلنے کی دوسری علامت ہے:

﴿اَلْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ﴾

ہندو سادھو بھی اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ پر عمل کر لیتا ہے مگر آخرت کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتا اس لیے دوسری شرط لگادی وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ اس کو ہر وقت آخرت کی یاد رہتی ہے جیسے اگر مچھلی پانی سے نکالی جائے تو اسے ہر وقت پانی ہی کی یاد رہتی ہے ایسے ہی اُنہیں بھی ہر وقت آخرت کی یاد رہتی ہے اور شرحِ صدر کی آخری علامت ہے:

﴿وَ الْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ﴾

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ص:۴۴۶، روح المعانی، ج:۸، ص:۲۲)

موت کے آنے سے پہلے قضا نماز، قضا روزے ادا کر لیتے ہیں، زکوٰۃ کا بقایا دے دیتے ہیں، اپنی فائل درست رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اب دو تین سنتیں بتاتا ہوں تاکہ ہماری زندگی میں سنتیں زندہ ہوں، نمبر۱۔ جب اوپر چڑھو تو اللہ اکبر کہو، نیچے اترو تو سبحان اللہ کہو، یہ بخاری شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ دوسری سنت یہ ہے کہ نماز کی نیت باندھتے وقت سر جھکانے کو علماء نے بدعت لکھا ہے، سر جھکانا اور ہاتھ باندھنا یہ نماز کے اندر کا ادب ہے، اللہ کے دربار کا ادب ہے، جب تک امام اللہ اکبر نہ کہے ہاتھ نہ باندھو، ہاتھ کھولے رکھو۔

ایک خاص وظیفہ

ایک وظیفہ بتاتا ہوں سو مرتبہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیا کیجئے، درمیان درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاتے رہیں تو قیامت کے دن چہرہ ایسا چمکے گا جیسے چودھویں تاریخ کا چاند اور اگر کوئی مقروض ہو، کسی کی بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا، کسی پر قرض ہے، کوئی روپیہ لے کر بھاگ گیا یا پیسہ نہیں دے رہا ہے تو میں ایک وظیفہ بہت زبردست تجربہ کا بتاتا ہوں جس نے پڑھا ہے الحمدللہ کامیاب ہوا ہے یَا نَاصِرُ یَاعَزِیْزُ یَامُغْنِیُ یَاصَمَدُ اللہ تعالیٰ کے ان چار ناموں کو کثرت سے پڑھے۔

اب ایک قصہ سناتا ہوں، ایک حافظ عالم قاری مقروض ہوگئے، بیٹی کا رشتہ بھی نہیں مل رہا تھا، میں نے ان کو یہ چار نام یَا نَاصِرُ یَاعَزِیْزُ یَامُغْنِیُ

یَا صَمَدُ بتا دیئے۔ چھ مہینے کے بعد میں ساؤتھ افریقہ گیا، راستہ میں عمرہ کرنے کے لیے جدہ اُترا تو ان سے ملاقات ہوگئی تو میں نے کہا کہ حاجی صاحب کیا حال ہے؟ کہنے لگے آپ نے تو مٹی کو سونا بنا دیا، آپ نے اللہ کے چار نام جو بتائے تھے میں نے ان کو میں پڑھا تو قرضہ بھی ادا ہوگیا، بیٹیوں کا رشتہ بھی ہوگیا اور میں مالدار بھی ہوگیا۔ اگر ان چار ناموں کو ایک سو گیارہ دفعہ پڑھ لیں تو بہتر ہے ورنہ چلتے پھرتے جتنا ہو سکے پڑھ لیں، کوئی تعداد نہیں ہے، ایک سو گیارہ مرتبہ اس لیے بتایا ہے کہ یہ یَا کَافِی کا ابجد ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ چائے پئیں گے؟ کہنے لگے نہیں کافی پیوں گا، میں نے کہا چائے میں چ ہے اور کافی میں اللہ کا نام ہے لہٰذا اس کو کافی پلاؤ، تو وہ بہت ہنسے۔

ڈھاکہ میں ایک تاجر کو ایک آدمی ان کے چار پانچ لاکھ روپے نہیں دے رہا تھا، انہوں نے بھی اللہ کے یہ چار نام پڑھے تو اُس آدمی نے ان کا پیسہ بھی دے دیا اور میرے ہاتھ پر تائب اور بیعت بھی ہوگیا۔ اس وظیفہ کی برکت کے ایک دو نہیں کئی واقعات ہیں یہاں تک کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے مدینہ شریف میں ایک پریشان حال شخص کو جس کی بیٹی کا رشتہ نہیں مل رہا تھا اور وہ کچھ مقروض ہوگیا تھا اللہ کے یہ چار نام بتائے اور یہ بات حضرت نے خود مجھے بتائی، اللہ کا شکر ہے کہ میرے وظیفہ کو میرے شیخ نے بھی قبول فرمایا۔

یَا نَاصِرُ سے مدد آجائے گی، یَا عَزِیْزُ کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا، یَا مُغْنِیُ کے معنیٰ ہیں مالدار کرنے والا اور علامہ آلوسی السید محمود بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں حضرت ابو ہُریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِیْ تَفْسِيْرِ الصَّمَدِ اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ اِلَيْهِ كُلُّ اَحَدٍ یعنی صمد کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے اور کسی کا محتاج نہیں لیکن سارا عالم اُس کا محتاج ہے تو جو بندہ ان

ناموں کو پڑھے گا ان شاء اللہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا بلکہ اس نام کی برکت سے لوگوں کی خدمت کرے گا، دوسروں کو مال دے گا، اس لیے میں علماء حضرات اور مدرسہ چلانے والوں کو کہتا ہوں کہ اللہ میاں کو زیادہ یاد کرو ان شاء اللہ مالداروں کو اللہ آپ کے پاس بھیجے گا۔

اور جو بڈھا مرنے کے قریب ہو وہ یَا کَرِیْمُ پڑھتا رہے کیونکہ کَرِیْمُ کے معنیٰ ہیں جو نالائقوں پر بھی مہربانی کرے تو جب یہ سمجھو کہ اب ہمارا اللہ کے یہاں ڈیپارچر ہونے والا ہے، بلا واقریب ہے اُس زمانہ میں یَا کَرِیْمُ زیادہ پڑھتے رہو اور یَا کَرِیْمُ کے معنیٰ ہیں اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ یعنی جو ہم ہمارے استحقاق کے بغیر مہربانی کردے، ہم تو جہنم کے قابل ہیں مگر وہ اپنی رحمت سے ہمیں جنت دے دے۔ محدثین نے کَرِیْمُ کے معنیٰ لکھے ہیں کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کردے وہ کریم ہے لہٰذا جب بندہ یَا کَرِیْمُ کہے گا تو اللہ کا کرم جوش میں آئے گا کہ میرا بندہ مجھے کریم کہہ رہا ہے لہٰذا میں کریم کی خوبی اس پر نازل کرتا ہوں اگرچہ تو تو نالائق ہے لیکن یَا کَرِیْمُ کہہ رہا ہے اور کریم کے معنیٰ ہیں جو نالائقوں کو بھی محروم نہ کرے تو ہم اس کو کیسے محروم کردیں، اس ظالم نے تو میرے ننانوے ناموں میں سے ایسا زبردست نام لیا ہے کہ اپنی نالائقی کو بھی لائق بنا گیا۔

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے پر بھی زلف اس کی بنا کی

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کرم سے، یَا کَرِیْمُ کہنے سے گنہگار کے بگڑے ہوئے حالات سنور جاتے ہیں بلکہ آج ہی سے یَا کَرِیْمُ کہوتا کہ جب خدا کا کرم آئے گا تو بندہ ولی اللہ ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اب دعا کرلیں کہ یا اللہ! ہماری جانِ ناتواں پر اپنی رحمت سے ایک کروڑ

جانِ تو انا عطا فرما، اے اللہ! سارے عالم میں آپ کی محبت کے نشر کرنے میں اور اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں اختر کو بھی قبول فرما، میرے سارے دوستوں کو بھی قبول فرما، جو لوگ مجھ سے بیعت ہیں، میری کشتی میں ہیں ان کو میری کشتی کے ساتھ سلامتی کے ساتھ پار کرا دے، یارب العٰلمین میرے شاگردوں کو ایسا درد بھرا دل عطا فرما دے کہ سارے عالم میں آپ کی محبت کے درد کو پھیلائیں ؎

دونوں عالم کی کیا ہے حقیقت
جتنے عالم ہوں تجھ پر لٹائیں

دونوں عالم کی کیا حقیقت ہے، لاکھوں عالم آپ پر فدا کر دیئے جائیں تو بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوسکتا، اے خدا! تیری محبت، تیری بڑائی، تیری عظمت کی تعریف سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خونِ نبوت سے کی ہے، طائف کے بازار میں اور احد کے دامن میں تیرے واسطہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خونِ مبارک بہا ہے، ہم آپ کی محبت کا حق کیا ادا کریں گے صرف آپ کی توفیق کا سہارا ہے، اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والا بنا دے اور ہماری آخرت بھی بنا دے، جس کو جس گناہ کی عادت ہے اے اللہ وہ گناہ اسے چھوڑنے کی توفیق دے دے، جب تک گناہ کرتا رہے گا ولی اللہ نہیں بنے گا، یا اللہ تمام گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے جذب سے ہم سب کو اپنا بنا اور جہاں جہاں بنگلہ دیش میں اختر کا بیان ہوا ہے جہاں جہاں کائنات میں روئے زمین پر سفر ہوا ہے اے اللہ جہاں جہاں آپ کی محبت کی بات سنائی ہے سب کو، جانِ اختر کو، میرے گھر والوں کو، میرے سب دوستوں کو اور ان کے گھر والوں کو سب کو اولیاء اللہ بنا دے، آمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ